اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان بطور نقادِ شعر

ڈاکٹر عبدالکبیر محسن*

Abdul Malik Ben Marwan was great Ummayid Caliph who also had a great taste for poetry. He had a keen eye on all aspects of Arabic Poetry. When circumstance turned in his favor and he was accepted as the caliph, he started encouraging the poets and literary men with parks and prizes. This turned the attention of poet to his court and they started visiting his court frequently. Many great poets headed towards Damascus, his throne, to present him with the gifts of eulogies and earn reward in exchange. Abdul Malik used to comment and give critical opinion on their verses, and discussed their beauty of otherwise. Many a times. These poet amended their work in the light of his comment. This way, Abdul Malik has earned status of a great critic. This article has been written to elaborate this point with examples.

عبدالملک بن مروان بن حکم نامور خلفائے بنی اُمیہ میں سے تھا، یزید کی موت کے بعد عالم اسلام افراتفری کا شکار بنا، جس نظام کو جناب امیر معاویہ نے بیس برس سے مستحکم رکھا تھا اور نہایت حکمت ودانش سے امور مملِکت چلائے تھے اب اس میں دراڑیں پڑ چکی تھیں اہل شام حسبِ معمول بنی اُمیہ کے وفادار تھے جبکہ حجاز میں عبداللہ بن زبیر نے اپنی خلافت قائم کر دی اور حجاز ونجد کے ساتھ عراق بھی ان کے زیر تسلط آ گیا شام میں یزید کا نوجوان بیٹا خالد حالات کے اس دباؤ کو برداشت نہ کر سکا ویسے بھی وہ سیاست کے خاردار بیابانوں کی بجائے علم وتحقیق کی وادیوں کا راہی تھا چنانچہ جلد ہی اس دنیا میں مگن ہو گیا، موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اور خاندانِ بنی امیہ کا شیرازہ بکھرنے سے بچانے کے لئے مروان بن حکم جو قبل ازیں عرصہ تک امیرِ مدینہ رہا تھا، شام پہنچا اور حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی اور شام کی حد تک لوگ اس کے مطیع ہو گئے، جلد ہی وہ دستِ قضا کے ہاتھ امانتِ روح سپرد کر گیا تو اس کا ہونہار اور فقیہہ بیٹا عبدالملک اس کا جانشین بنا اور نہایت زیرکی وشہامت سے حالات پر اپنی گرفت مضبوط کرنے اور بنی امیہ کا دائرۂ اقتدار وسیع کرنے کی تگ ودو کرنے لگا جو چند برسوں میں کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور وہ ابن زبیر کے قتل کے بعد بلاشرکتِ غیر

* صدر شعبہ عربی، گورنمنٹ ڈگری کالج اصغر مال، راولپنڈی۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عالمِ اسلام کا متفقہ خلیفہ بن گیا، عبدالملک کی نشو ونما مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کے ابناء وتلامذہ کے مابین ہوئی تھی، ہر زیرک وخاندانی پوت کی طرح عصری مثبت رجحانات اور علمی وادبی تیارات ومناہل سے اپنا حصہ وصول کیا، عربوں کا معاشرہ اس زمانے میں عظیم شعری روایات کا حامل وامین تھا، عقلی علوم وفنون سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے شاعری کو ان کے ہاں اہم مقام ومرتبہ حاصل تھا یہ نہ صرف ان کے ذوق کی تسکین کرتی تھی بلکہ ان کی ثقافت، واقعات، عادات، جنگوں اور امن کے معاہدوں اور ہر قسم کے رجحانات کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئی تھی شعراء کا معاشرے میں اہم مقام وکردار تھا حتی کہ رسول اکرم ﷺ بھی ایک موقع پہ کہہ اٹھے ان لوگوں کو کیا ہوا ہے جنہوں نے اپنے خون و مال کے ساتھ اسلام کی نصرت کی ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنی زبانوں کے ساتھ کفار شعراء کی ہجو کا جواب دیں اور اسلام وشارعِ اسلام پر ان کے تند وتیز حملوں کا جواب دیں؟ اس پر حضرت حسان کی زیر قیادت مدینہ کے مسلمان شعراء آگے بڑھے اور یہ محاذ سنبھالا تو اس ماحول میں نشو ونما پانے والا ہر عربی متفاوت درجہ سے شعری ذوق کا حامل ہوا کرتا تھا ہر فصیح کلام ان کے لئے باعثِ کشش ہوتی تھی، عبدالملک کے دورِ لڑکپن کی یہ ثقافتی حیات ادب کے تین سرچشموں سے سیرابی پا رہی تھی: جاہلی سرچشمہ، اسلامی سرچشمہ اور اجنبی ادب وشعر کے آثار وروایات جنہیں عربی زبان میں منتقل کرنے کی ابتداء ہو چکی تھی۔

جاہلی سرچشمہ میں عرب شعراء کا بے بہا شعری ذخیرہ جو اپنے رواۃ وناقلین کے ذریعہ بہت رواں دواں تھا اور مختلف علاقوں میں اس کے دبستاں سجے ہوئے اور ہر جگہ اس کے متخصص حضرات موجود تھے، اسلامی سرچشمہِ ادب اللہ کی کلام قرآن پاک اور رسول اکرم کی احادیث کی شکل میں متمثل ہوا اس میں سیرت کے واقعات، غزوات کا بیان اور دیگر واقعات کے ساتھ اسلامی ودینی موضوعات پر ایک نیا شعری ذخیرہ معرضِ وجود میں آیا جس میں جدید اصطلاحات وتراکیب کا استعمال ہوا، نئے استعارے، تشبیہات، تخلیلات اور بندشیں متعارف ہوئیں، مدح سرائی کے نئے اصول منضبط ہوئے اور سخن گوئی نے نئے آفاق تلاش کئے، اسی دور میں شعری تنقید کا ارتقاء ہوا جس کی طبعی وجہ مختلف ومتعدد سیاسی نزعات ونظریات کا ظہور اور ان کی حمایت میں شعراء کا سرگرمِ عمل ہونا تھا جس کا منطقی نتیجہ تنقیدِ ادبی کے ارتقاء کی صورت میں نکلا، دورِ جاہلی میں شعری ارتقاء واز دہار میں عکاظ وذوالمجنہ جیسے ادبی اسواق کا خاصا عمل ودخل تھا، زمانہِ زیرِ بحث میں بھی یہ اور ان جیسے کئی دیگر ادبی اسواق روبہ عمل ہوئے، عراق جو اب عالم اسلام وعرب کا اہم مرکز بن چکا تھا، میں نئے ادبی اسواق واندیہ ظہور پذیر ہوئیں مثلاً بصرہ کا مربد اور کوفہ کا کناسہ جو ادباء وشعراء کا مقامِ اجتماع بنے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور شعری روایات پروان چڑھیں۔

شعری تنقید و روایات پروان چڑھانے میں خلفاء کی مجالس کا بہت اہم و نمایاں کردار ہے، زمانے کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ کسی بھی مملکت میں اگر صورتحال امن وسلامتی والی اور انتشار اور افراتفری سے محفوظ ہو تو اس کا منطقی نتیجہ شعر وادب اور دوسرے علوم وفنون کی ترویج اور متعلقہ حضرات کی حوصلہ افزائی کی صورت میں نکلتا ہے، سیدنا عمر کے دور کے آخری چند برس جب عراق، شام اور مصر جیسے اہم ممالک ان کے دائرہِ فتوحات میں داخل ہو چکے تھے اور خلیفہِ وقت کی فکرِ سیاست یہ تھی کہ اب آگے بڑھنے کی بجائے انہی علاقوں کے استحکام کی طرف توجہ مبذول رکھی جائے ان حالات میں جہاں اسلام کا پایہ تخت مدینہ علم تفسیر و حدیث کا مرکز اور نشاط گاہ تھا وہیں موجودین کی ادبی تسکین کا ساماں بھی مہیا ہوتا تھا، خود حضرت عمر نہایت اعلی شعری ذوق کے حامل تھے اچھے شعر کو خوب پہچانتے تھے ساتھ ہی شعراء کے مقام ومرتبہ سے بھی واقف تھے ان کی محافل میں بارہا مشہور شعراء کا کلام زیرِ بحث آیا اور ان کی شعری صلاحیت پر خلیفہِ وقت کی طرف سے رائے ظنی کی گئی اور ان کا مقام ومرتبہ متعین کیا گیا مثلاً زہیر بن ابوسلمی کو (أشعر الشعراء) کہا اور نابغہ ذبیانی کو اس کے علاقے کا بڑا شاعر قرار دیا، زہیر کو یہ مقام دینے کی وجہ پوچھی گئی تو کہا: (إنه لا يتبع حوشي الكلام ولا يعاظل من المنطق ولا يقول إلاما يعرف ولايمتدح الرجل إلابما يكون فيه) (۱) کہ سوقیانہ الفاظ نہیں استعمال کرتا، بے ربط تراکیب ذکر نہیں کرتا اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

رفتارِ زمانہ نے جب عنانِ اقتدار عبدالملک کے ہاتھوں میں تھمائی اور ابتدائی مشکلات اور جنگ وجدل کے بعد عالمِ اسلام اس کے لئے ایک مطیع اونٹنی کی طرح ہو گیا تو اب اس کے شعری وادبی ذوق نے اربابِ شعر وادب کو پکارا جو خسروِ شاہی کی طلب میں ہر قرب و بعد سے اموی پایہ تخت دمشق کی طرف کھنچے چلے آئے، بنی امیہ کی سیاست کا ایک کامیاب رخ یہ بھی تھا کہ وہ اپنے مخالفین کے برعکس ان شعراء کو اپنی سیاسی حمایت کا دائرہ وسیع کرنے کا ایک اہم ذریعہ خیال کرتے ہوئے خزانہ عامرہ کا ان کے لئے منہ کھول دیتے تھے اسی لئے ان کے دروازوں پر شعراء کا تزاحُم ہوتا تھا جو مدح سرائی کے منظوم شہ پارے لئے ان کی دست بوسی کے منتظر رہتے یہ خلفاء جنہیں چاہتے اذنِ باریابی بخشتے اور باقی کسی آئندہ فرصت کی خواہش دل میں بسائے پھر آنے کے لئے واپس لوٹ جاتے طبعی طور پر یہ شعراء مرکزِ توجہ بننے کیلئے اور اس اہم موقع کی سرخروئی کی تمنا دل میں بسائے محنت سے نظمیں تیار کرتے، انہیں یہ اندیشہ بھی لاحق رہتا کہ کہیں ان کے اشعار باذوق خلیفہ کی طبع پر گراں نہ گزریں یا حریفوں کے خندہِ استہزاء کا نشانہ نہ بنیں اس کے ساتھ ساتھ خلیفہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کی صدارت میں برپا ہونے والی یہ ادبی محافل بسا اوقات شعراء کی باہمی منافست اور کشمکش کی رزم گاہ بھی بنتیں، کبھی ان کی صلاحیتوں کی آزمائش کے لئے حکم صادر ہوتا کہ فلاں چیز کا۔ مثلاً۔ وصف منظوم کریں، خلیفہ کے معیارِ جودت پر پورا اترنے والا اس کے انعام واکرام کا حقدار ٹھہرتا، اسی طرح کی ایک محفل میں عبدالملک کے ہاں زمانہ کے تین بڑے ہم پلہ شعراء جریر، فرزدق اور اخطل اکٹھے ہوئے، عبدالملک نے پانچ سو دینار نکال رکھے اور کہا تم میں سے ہر کوئی خود اپنی تعریف شعری زبان میں کرے، بازی لے جانے والا اس رقم کا حقدار ہوگا، فرزدق نے ابتدا کی اور یہ شعر کہا:

أنا القطران والشعراء جربیٰ وفی القطران للجربیٰ شِفَاءٌ

اخطل یوں گویا ہوا:

فإن تك ذقَّ زاملة فإني أنا الطاعون ليس له دَوَاءٌ

جریر کے ملکۂ شعری نے یوں پکارا:

أنا الموت الذی آتی علیکم لیس لِهَارِبٍ مِنِّیْ نَجَاءٌ

عبدالملک نے رقم جریر کے حوالے کرتے ہوئے کہا: بخدا موت تو ہر شئ کا مقدر ہے(۲)

شعراء ذاتی شہرت کے لئے بھی دربار میں اذن باریابی پانا اور وہاں اپنے اشعار پیش کرنا اور خلیفہ سے داد کے ساتھ ساتھ انعام پانا ایک اہم وسیلہ سمجھتے تھے، جریر کے بارہ میں صاحب اغانی (۳) لکھتے ہیں کہ پہلی دفعہ حجاج نے سفارشی خط دے کر اپنے بیٹے محمد کے ہمراہ عبدالملک کے دربار میں بھیجا جو وہاں پہنچا تو کئی دن زبیری ہونے کے اتہام کے باعث شرفِ باریابی سے محروم رکھا گیا آخر محمد نے صفائی دی کہ کبھی ابن زبیر کا حامی نہیں رہا تب جا کر دربار میں آنے اور منصبِ شعر گوئی سنبھالنے کی اجازت ملی مگر ہوا یوں کہ شائد ابھی خلیفہ کا دل پوری طرح صاف نہ ہوا تھا اشعار تو سن لئے مگر حسبِ معمول انعام وجائزہ سے نہ نوازا باہر آکر جریر محمد سے کہنے لگا بخدا اگر عبدالملک کے انعام سے محروم واپس گیا تو زمانے کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے گر جاؤں گا، میں تو یہیں رہوں گا تا کہ کسی موقع پر پھر سے اشعار پیش کرنے کی اجازت ملے اور جائزہ پاؤں! آخر بطائفِ حیل یہ موقع حاصل کیا اور ایسی نظم گوش گزار کی جو خلیفہ کے ذوق پر پورا اتری، نتیجہ حسبِ توقع رہا اور جریر اپنی اور زمانے کی نظروں میں سرخرو ہوا۔

عبدالملک کی عمدہ شعری ذوق کی ایک مثال البدایہ والنہایۃ (۴) میں یہ منقول ہے کہ ایک دن اپنے بیٹوں: ولید، سلیمان اور مسلمہ کو حکم دیا کہ قرآن سنائیں، سب نے قرآن پڑھا بعد ازاں حکم ہوا اشعار پیش

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کریں انہوں نے کوشش کی، چند اچھے اشعار سنائے بھی مگر عبدالملک نے محسوس کیا کہ ان کا شعری ذوق ناپختہ ہے، حکم دیا کہ ان کو عرب شعراء کا جو ارَق شعر یاد ہے، سنائیں، وہ اس میں ناکام رہے، ناراض ہو کر حکم دیا تین دن کی مہلت دیتا ہوں، عرب شاعری کے عمدہ نمونے یاد کر کے آؤ، تین دن بعد سلیمان نے کسی اعرابی سے سنا ہوا ایک عمدہ شعر پیش کیا جو اس کے ذوق پر پورا اترا چنانچہ خوش ہو کر اسے ولید کے بعد ولی عہد نامزد کر دیا، یہ واقعہ بفرضِ صحت عبدالملک کے شعری ذوق کی تقدیر کے ساتھ ساتھ اچھے اشعار کا اس کے ہاں مقام ومنزلت کو واضح کرتا ہے۔

عبدالملک کی تنقیدی آراء :

عبدالملک کے دربار میں منعقد ہونے والی یہ شعری محافل ادبی تنقید وذوق کی ترویج کا ایک میدان ثابت ہوئیں جن میں حاضرینِ مجلس کے ساتھ ساتھ صاحبِ صدر یعنی خلیفہ عبدالملک بھی پیش کئے گئے اشعار پر نقد وتبصرہ کرتا اور ان کے حسن وقبح پر بحث کرتا نظر آتا ہے، اسی استحسان واستقباح پر شاعر کو دئے جانے والے انعام وجائزہ کی قلت وکثرت یا کبھی بالکل محرومیت کا انحصار ہوتا، عبدالملک کی ان تنقیدی آراء وملاحظات کا محرک اس کا اعلی ادبی ذوق، جاہلی، ابتدائے اسلام کے اور معاصر شعراء کے عمدہ اشعار کا ایک ذخیرہ ذہن میں محفوظ ہونا اور جدید شعری نظریات ورجحانات سے اس کی مکمل واقفیت تھی، یہ اس کے اور اس جیسے خلفاء کی ادب پروری کی دلیل اور شعری مجال کے توسع کا خواہاں ہونے کا غماز تھا، اقیشر نامی ایک شاعر نے مشہور شاعر نصیب اسود کا یہ شعر اسے سنایا:

أهيم بِدَعْدٍ ماحَيِيتُ وإنْ أمُتْ		فَوَا حَزَناً مَنْ ذا يَهِيم بها بعدى

کہنے لگا واللہ شاعر نے جودت کا مظاہرہ نہیں کیا، عبدالملک گویا ہوا اگر تم اسی موضوع پر خامہ فرسائی کرتے تو کیا کہتے؟ کہا میں کہتا:

تُحِبُّكم نفسى حياتى فإن أمت		أُوَكِّلُ بِدَعْد مَن يهيم بها بعدى

عبدالملک بولا بخدا تم نے تو اس سے بھی گیا گزرا شعر کہا، یہ نہایت قلتِ بصر ہے کہ تم اسے کسی کو سونپ رہے ہو، حاضرین میں سے کوئی بولا امیر المومنین آپ اگر شاعر ہوتے تو اس موضوع کو کیسے ادا کرتے؟ کہنے لگا میں یوں کہتا:

تحبكم نفسى حيانى فإن أمت		فلا طحَتُ دعد لِذِى خُلة بعدى

حاضرین بولے بخدا آپ تو ان دونوں سے بڑے شاعر ہیں (۵)، العقد الفرید میں ہے کہ ایک شب

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس کی محفل میں فرزدق، جریر اور اخطل موجود تھے کافی دیر کی گفتگو اور باہمی تبادلِ خیالات کے بعد عبدالملک کو نیند نے آ لیا اور وہ اونگھنے لگا یہ دیکھ کر تینوں شعراء نے مجلس سے اٹھنا چاہا مگر فرزندِ خلیفہ سلیمان کہنے لگا نہیں پہلے اس مناسبت سے ایک ایک شعر کہو، اخطل نے کہا:

رماه الکریٰ فی رأسه فکأنه　　　صریعٌ تروی بین أصحابه خمرا

عبدالملک بولا، ویحک تم نے مجھے سکران (یعنی مدہوش) بنا دیا، پھر جریر نے یہ شعر پڑھا:

رماه الکری فی رأسه فکأنه　　　یری فی سواد اللیل قنبرة حمرا

چونکہ قنبرہ جو ایک سیاہ رنگ کا پرندہ ہے بقول شاعر خلیفہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے اسے سرخ رنگ کا دیکھ رہا ہے، اسی لئے اس نے کہا: ویحک تم نے تو مجھے اندھا بنا دیا، آخر میں فرزدق نے عرض کیا:

رماه الکری فی رأسه فکأنه　　　أمیمُ جَلامیدٍ ترکن به وقرا

یہ شعر بھی اس کے ذوق ادبی پر پورا نہ اترا کہنے لگا: ویحک تم نے مجھے مشجوع بنا دیا، امیم وہ شخص جو شدتِ مرض کے سبب ہذیان بولتا ہے، جلامید جلمود کی جمع، بھاری پتھر، گویا اسکا سر بھاری اور کانوں میں بوجھ ہے تبھی آواز بھاری اور کچھ نہیں پتہ کہ کیا بول رہا ہے، تو عمدہ بندش و تخیل نہ ہونے کی وجہ سے خلیفہ سے داد نہ پا سکے (۶)۔ ایک دفعہ نصرانی شاعر اخطل جسے اموی دربار تک رسائی حاصل تھی، نے عبدالملک کی خدمت میں یہ شعر پیش کیا:

و قد نُصِرْتَ أمیر المومنین بنا　　　لمَّا أتاك بِبَطن الغوطة الخبر

چونکہ اس نے نصرانی کی رعایت سے ۔نصرت۔ کا لفظ استعمال کیا، عبدالملک جو دینی اقدار سے آراستہ انسان تھا فوراً اس سوچی سمجھی زلتِ لسان کا ادراک کر گیا اور بولا: بل اللہ ایّدَ نی (۷)۔ ایک مشہور شاعر عبداللہ بن قیس الرقیات کو اسکا عبداللہ بن جعفر کی مدح میں کہا ہوا یہ شعر سنایا، عبداللہ ان کے سیاسی مخالفین میں شامل تھے:

تزور امرأ قدیعلم الله أنه　　　تجود له کفٌّ قلیلٌ غمارها

عبداللہ جو سخاوت میں غایت کو پہنچے ہوئے تھے شاعر ان کی دریا دلی کا وصف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کی اس صفت کو اللہ خوب جانتا ہے، عبدالملک کی طبع پر اس کے مخالف کی مدح سرائی کرتا یہ شعر ناگوار گزرا تو یوں گویا ہوا: کیوں نہ تم نے ۔قد یعلم اللہ۔ کی بجائے ۔قد یعلم الناس۔ کہا، چونکہ فعل مضارع کے ساتھ قد کا استعمال شک کا افادہ دیتا ہے لیکن اگر فاعل لفظ اللہ ہو تو پھر شک نہیں بلکہ یقین در یقین کا معنی دے رہا ہے جو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شاعر کی مرضی تھی، عبدالملک کی زیرکی یہ تھی کہ اگر وہ۔ یعلم الناس۔ کہتا تو گویا عبداللہ کی سخاوت کی صفت لوگوں کے مابین مشہور نہیں، شاعر اس تحفظ کو سمجھ گیا اور بولا امیر المومنین (قد واللّٰه علمه الله وعلمته أنت وعلمتُه أنا و علمه الناس)(۸)، عبداللہ بن قیس بنی امیہ کے مقابلہ میں ابن زبیر کی سیاست کا حامی رہا تھا اور ابن جعفر بھی ان کے ہمنوا تھے تبھی یہ تنقید کی۔ عبدالملک کے شعری معنوی خصوصیات کے ادراک کی ایک دلیل اس واقعہ سے عیاں ہے کہ ایک مرتبہ اخطل نے اسے اپنا یہ شعر سنایا:

بكَرَالعواذلُ يَبتدرن ملامتی　　　والعاذلون فكُلُّهم يَلْحانی

فی أن سَبقتُ بِشربة مقدية　　　صَرفٍ مُشَعْشعة بماءِ شنان

کہ ملامت گر میری ملامت میں لگے ہیں کہ میں مقدیہ۔ یہ شام کی ایک قریہ تھی۔ کا جام جو آبِ بارد سے ممزوج تھا، کی طرف سبقت لے گیا ہوں، عبدالملک نے یہ سن کر کہا خودستائی میں کہے شبیب کے یہ اشعار تمہارے اشعار سے بڑھ کر ہیں، وہ کہتا ہے:

وإني لَسهل الوجه يُعْرَف مجلسی　إذا أحزن القاذورة المتعبسُ

يضیء سنا جودی لِمَن يبتغی القری　　وليلُ بخيلِ القوم ظلماءُ حندس

أليل لذی القربی مرارا وتلتوی　　بأعناق أعدائی حبال تمرّس(۹)

کیونکہ جن صفات سے اخطل نے آپ کو متصف ذکر کیا وہ صرف اسی کی ذات تک محدود ہیں جبکہ شبیب کی خودستائی میں ذکر کردہ صفات متنوع الاثر ہیں اور ان کا فیضان معاشرے کو بھی مل رہا ہے۔

عبدالملک کو اپنے سیاسی مخالفین کی مدح میں کہے جانے والے اشعار اچھی طرح از بر تھے قسمت جب اس کے مخالفین کے مدح سرا کسی شاعر کو اس کے دربار میں کھینچ لاتی اور وہ اس کی مدح میں نظم کئے اپنے اشعار پیش کرتا تو عبدالملک کا ذہن رسا فوراً اس کے مخالف کی مدح میں کہے اشعار سے ان اشعار کا تقابل شروع کر دیتا مثلاً عبداللہ بن قیس الرقیات نے اس کے حضور یہ مدحیہ قصیدہ پیش کیا جس میں کہتا ہے:

يعتدل التاج فوق مفرقه　　　علی جبين كأنه الذهب

کہ تاج اس کے سر پر عمدگی سے جما رکھا ہے، اس کی جبین پر یوں چمک رہا ہے گویا سونا ہو۔ تو وہ فوراً کہہ اٹھا مصعب بن زبیر کی مدح میں تم نے کہا تھا:

إنما مصعب شهابٌ من الله　　　تجلت عن وجهه الظلماء

اور مجھے: علی جبین کأنہ الذھب، پر ٹرخا دیا؟ (۱۰) کیونکہ اس نے عبدالملک کے لئے صرف حسی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور ظاہری اوصاف ذکر کئے، وہ اپنے بلند شعری ذوق سے اس امر کو پا گیا کہ شاعر نے مصعب کی جب مدح سرائی کی تھی تو صدقِ عاطفہ اور صدقِ دل سے کہی جبکہ میری مدح پر صرف مجبور ہو کر اور یہ دیکھ کر آیا ہے کہ زمانے نے آخر اپنی کمر میری سواری کے لئے پیش کر دی ہے اور میرا کوئی مخالف نہیں رہا تو انعام کی توقع میں یہ مدح نظمبند کی، دل اس کی زبان کا ساتھ نہیں دے رہا تبھی ظاہری صفات کا تناول کیا، بعض روایات کے مطابق اسے کہا کہ تم نے اس سے بڑھ کر کیا کیا کہ میرے تاج کی تعریف کر دی؟

ارطاۃ بن سہیہ نامی شاعر نے عبدالملک کو اپنے یہ اشعار سنائے:

رأيتُه المرء تأكله الليالي　　كأكل الأرض ساقطة الحديد
وما تبغي المنية حين تأتي　　على نفس ابن آدم من مزيد
وأعلم أنها ستكرُّ حتى　　توفي نذر ها بأبي الوليد

ابوالولید شاعر کی کنیت تھی ادھر عبدالملک کے ایک بیٹے کا نام بھی ولید، ابوالولید سے گمان ہو سکتا تھا کہ شاعر کی مراد عبدالملک ہے تو اس پر عبدالملک نے اساءتِ تعبیر کا برا منایا جب شاعر نے وضاحت کی کہ، امیر المومنین یہ میں نے اپنے بارہ میں کہا ہے تب اس کا غصہ فرو ہوا (۱۱)۔ اسی اساءتِ تعبیر کے ضمن میں مشہور شاعر جریر کے اس شعر کو قابلِ عیب ٹھہرایا:

هذا ابن عمي في دمشق خليفة　　لوشئتُ ساقكم إليَّ قطينا

کہ یہ دمشق میں میرے چچا کا بیٹا خلیفہ ہے اگر چاہوں تو تم سب کو میرے خدام بنا کر بھیج دے، کہنے لگا ابن مراغہ نے کیا کمال کیا کہ مجھے شرطی کی حیثیت دے دی، اگر کہتا: لوشاء لساقکم إلی قطینا، تو بخدا میں ایسا ہی کرتا (۱۲) تو صرف صیغہ کی تبدیلی سے شعر میں اساءتِ تعبیر کا عیب ختم ہو گیا، اس سے عبدالملک کی قوتِ فہم اور ادبی شعور کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

شعری میدان میں حسنِ استہلال یعنی ایسے عمدہ اور جاذب طریقہ وتعبیر سے آغاز کرنا جو سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے، بہت اہمیت کا حامل ہے اس کیلئے حسنِ مطلع کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے اگر اس کے برعکس آغاز مذکورہ صفت سے عاری ہو تو چاہے آگے کئی عمدہ اشعار موجود بھی ہوں، شروع کا تاثر جڑ پکڑ لیتا اور عمدگیوں سے صرفِ نظر ہو جاتا ہے، کتبِ تاریخ وادب میں متعدد ایسی مثالیں ہیں جن سے عبدالملک کے اس شعور کی پختگی کا اندازہ ہوتا ہے، ایک دفعہ اخطل نے چھوٹتے ہی یہ مطلع پیش کیا:

خفَّ القطين فراحوا منك أو بَكَرُوا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کہ تمہارے سب خدم وحشم تم سے صبح سرعت سے رخصت ہوئے یا شام کو، عبدالملک بھنا کر بولا: بـل منك لاأمَّ لك ،تمہاری ماں نہ ہو،تم سے جائیں (مجھ سے کیوں؟) اس نے فوراً یہ تصرف کیا:

فراحوا اليوم أو بكروا (۱۳)

نامور شاعر جریر اپنا کلام پیش کرنے کے لئے عبدالملک کے روبرو ہوا اور یہ مطلع گوش گزار کیا:

أ تصحو أم فؤادك غير صاح　　　عشيةَ هَمَّ صحبُك بالرواح

کیا تم ہوش میں ہو یا نہیں جب تمہارے ساتھیوں نے شام کو رخصتی کا ارادہ بنالیا؟ عبدالملک بولا:

(بل فؤادك)(۱۴)

باذوق طبیعت بالعموم اور اس زمانہ کے عرب بالخصوص سہل ومتدوال الفاظ کے استعمال کو مستحسن خیال کرتے تھے ،شعری زباں کے ضمن میں بھی ان کا یہی شعور تھا، منجملہ شعری عیوب کے ایک بڑا عیب یہ سمجھتا جاتا کہ شاعر نے ثقیل وغیر متداول الفاظ استعمال کئے ہیں پھر متداول میں سے بھی محل ومعنی کی مناسبت سے لفظوں کا انتخاب اہمیت کا حامل تھا، زوردار معانی کے لئے زوردار وصاحب قوت الفاظ ، اصطلاح میں جنہیں الکلمات الجزلۃ کہا جاتا ہے، استعمال کرنا اور نرم وسادہ موضوعات میں ایسی ہی صفت سے متصف الفاظ کا استعمال فصاحت کی علامت متصور کی جاتی ،عبدالملک نے مشہور شاعر کثیر کا اس کی محبوبہ عزہ کے بارہ میں کہا یہ شعر حاضرینِ مجلس کو سنایا:

فقلت لها يا عَزُّ كل مصيبة　　　إذا وُطِنتُ يوما لها النفس ذَلّت

ساتھ میں تبصرہ یہ کیا کہ اگر اس نے یہ شعر جنگ کے بارہ میں کہا ہوتا تو اشعر الناس ہوتا، اسی طرح قطامی کے اونٹوں کی چال کے وصف میں کہے اس کے شعر:

يمشين رَهواً فلا الأعجاز خافلة　　　ولا الصدور على الأعجاز تتكل

پر تبصرہ کیا کہ اگر اس نے یہ شعر عورتوں کی چال کے وصف میں کہا ہوتا تو اشعر الناس ہوتا (۱۵) کیونکہ اونٹوں کی چال کو رھو نہیں کہا جاتا (یعنی نرم) بلکہ اس کے برعکس وہ تو مشکل اور ناہموار ہوتی ہے۔

عبدالملک کا دورِ جاہلی کی سب سے بڑی شاعرہ کے موضوع پر شعبی سے مکالمہ اس حقیقت کی بخوبی غمازی کرتا ہے کہ وہ عمدہ ورفیع ادبی ذوق کا نہ صرف مالک تھا بلکہ تمام موضوعات کے سب شعراء کا اچھا کلام اس کے حافظہ کی زینت تھا، شعبی سے کہا بھلا تمہارے خیال میں دورِ جاہلی کی سب سے بڑی شاعرہ کون ہے؟ اس نے کہا خنساء ،پوچھا کیوں؟ کہا کیونکہ وہ کہتی ہے:

وقائلةٍ والنعش قد فات خطوها　　　لِتُدركه يا لَهفَ نفسي على صخر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ألاتكلت أمُّ الذين غدوابه إلى القبر ما ذا يحملون إلى القبر

عبدالملک نے کہا بخدا اس سے بھی بڑی شاعرہ وہ ہے جو کہتی ہے:

مُهَفْهَف الكشح والسربال منخرق عنه القميص لسيرالليل محتقر

لا يأمن الناس مَمْساه ومصبحه في كل فَجّ وإن لم يَغز بنتظر(١٦)

بظاہر اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان اشعا کی قائل خاتون نے اپنے ممدوح کی ایجابی و مثبت صفات کے ساتھ مدح سرائی کی جن کا تعلق اس کی ذات، قبیلہ اور معاشرہ سے ہے، اور یہ کہ وہ لوگوں میں مقبول ہے، بلند کارناموں کے حصول میں صبح وشام کی تفریق نہیں کرتا ہمہ وقت جہدِ مسلسل میں لگا رہتا ہے جبکہ خنساء کے اشعار میں ایک بہن کے متوفی بھائی کے بارہ میں غم وحزن کا اظہار ہے اور بس۔

حسن القوافی یعنی اچھے قافیہ کا انتخاب بھی جودتِ شعری کی علامت باور کی جاتی ہے، عبیداللہ بن قیس الرقیات نے عبدالملک کو اپنے یہ اشعار سنائے:

إن الحوادث بالمدينة قد أوجَعْنَنِي و قرَعْنَ مروتِيَهْ

و جَبَبْنَنِي جَبَّ السنام ولم يتركن ريشاً في مناكِبِيَهْ

عبدالملک نے تبصرہ کیا خوب اشعار تھے اگر تم نے ان کے لئے مخنث قافیوں کا انتخاب نہ کیا ہوتا، (۱۷)

سوئے مطلع کی ایک مثال ذوالرمہ کا عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہو کر اور اس سے مخاطب ہو کر اپنا ایک قصیدہ پیش کرنا جس کا مطلع تھا:

ما بَالُ عَيْنِكَ فيها الماءُ يَنْسَكِبُ كَأَنَّهُ مِنْ كلى مفرية سرب

اتفاقاً اس سمے عبدالملک کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں اور ان سے پانی بہہ رہا تھا، ناراض ہو کر اسے نظر انداز کر دیا، وہ بھانپ گیا کہ کیا غلطی ہوئی ہے چنانچہ اگلی کسی فرصت میں تصرف کر کے یوں پڑھا: ما بال عيني منها الماء ينسكب، اس پر خوش ہوا اور انعام سے نوازا (۱۸)۔

ان مذکورہ مثالوں سے عیاں ہوتا ہے کہ عبدالملک نہایت اعلیٰ درجہ کے ادبی ذوق کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم وجدید شعری ذخیرہ سے ایک وافر حصہ اپنی یادداشت میں محفوظ کئے ہوئے تھا، وہ حسبِ ضرورت اس کے استحضار اور تنقیدی آراء و ملاحظات کو شعری مثالوں سے قوی ثابت کرنے کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور تھا یہی وجہ ہے کہ اچھا شعر اس کی داد وہش سے محروم نہ رہتا اور معیار سے گرا شعر اس کے ذوق کی تسکین نہ کر سکنے کی وجہ سے اس کی توجہ کا مستحق نہ بنتا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

۱۔ الشعر والشعراء، ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ ،طبع لیدن۔۱۹۲۰، ص ۷۵

۲۔ الأغانی ، ابوالفرج علی بن حسین الاِ صفہانی، دارالکتب، ۵۶/۸

۳۔ ایضاً: ۶۶/۸

۴۔ ایضا:۱۹۸/۹

۵۔ الکامل فی اللغة و الأدب، ابوالعباس محمد بن یزید المبرد، مؤسسة المعارف، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء،، ۱۰۶/۱

۶۔ العقد الفرید، احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلسی۔ دارالکتب العلمیہ ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۳ء، ۲۳۰/۶

۷۔ الموشح فی مآخذ العلماء علی الشعراء ، ابوعبیداللہ محمد بن عمران المرزبانی۔طبعہ ثانیہ، المطبعة السّلفیہ، مصر، ۱۳۸۵ھ، ص ۱۲۹

۸۔ الأغانی: ۱۸/۵

۹۔ ایضاً ۲۸۰/۲۱

۱۰۔ ایضاً: ۸۷/۵

۱۱۔ الأغانی: ۱۳/۳۱

۱۲۔ ایضاً :۰۶/۸

۱۳۔ الموشح: ۹۲۱

۱۴۔ العقد الفرید: ۳۳/۱

۱۵۔ الکامل : ۰۹۱/۱۱

۱۶۔ الأغانی: ۵۲/۱

۱۷۔ کتاب الصناعتین: الکتابة و الشعر، ابو ہلال حسن بن عبداللہ العسکری۔طبع عیسی البابی وشرکاؤہ، ص ۴۵۰

۱۸۔ الموشح: ۲۱۷

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.